Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اُردو ادب میں طنز و مزاح کی اہمیت

Significance of Humor and Satire in Urdu Literature

☆عنائزہ گل
پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور
☆☆ ڈاکٹر سفیر حیدر
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT:
Humor in Urdu literature serves dual purpose, extending beyond mere entertainment, as it employs satire to rectify societal shortcomings and negativity. The literary style in Urdu eloquently mirrors the intricate tapestry of human existence, encompassing both suffering and joy. The absence of this vital element would nullify the allure and essence of Urdu literature. Literature, embodying spiritual yearnings and human sensibilities, resonates with the very core of life itself. Be it tragedy or comedy, Urdu literature intricately captures the nuances and sublime flawlessness of human existence through skillful employment of humor and other literary techniques. Humor in Urdu literature adds another salient aspect to correct civil injustices and cynicism. It acts as a corrective force, exposing flaws and hypocrisies while offering a fresh perspective. Whether in poetry or prose, humor and satire in Urdu literature captivate readers with their clever wordplay, playful banter, and incisive social commentary. In conclusion, humor and satire hold a significant place in Urdu literature, breathing life and vitality into its diverse genres.
Key Words: *Rectify, Shortcomings, Nullify, Resonate, Prose, Hypocrisies, Nuances, Sublime, Vitality, Cynicism, Banter, Incisive.*

زندگی کے بے کیف لمحات کو پُر مسرت بنانے کے لیے طنز و ظرافت کو حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ انسان ہنسی اور مزاح کے رنگ اپنی زندگی میں شامل کر کے وقتی طور پر اپنے مصائب سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔ اِس دُنیا میں غموں سے نجات ممکن نہیں لیکن طنز و مزاح کے ذریعے اُن مسائل کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کیا جا سکتا ہے۔

کسی بھی زبان کا ادب، زندگی اور زندگی کے تمام موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ ادب اپنے عہد کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کا عکاس ہوتا ہے۔ دُنیا صِرف دُکھوں کا گھر ہی نہیں بلکہ اس میں فرحت کے بھی بہت سے لمحات نصیب ہوتے ہیں بلکہ زندگی کا حاصل ہی اُس وقت کو سمجھا جاتا ہے کہ جب انسان تمام پریشانیوں کو بُھلا کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

ادب میں طنز و مزاح تخلیق کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کی ادھوری خواہشات کے صدمے سے باہر آسکے۔ ہنسی، مذاق اور قہقہے جینے کی ایک نئی اُمنگ پیدا کرتے ہیں۔ اگر انسان ہر وقت خود پر سنجیدگی طاری رکھے گا اور ہنسنا مسکرانا چھوڑ دے گا تو اُس کا بچنا محال ہو جائے گا۔ اس لیے ادب میں طنز و مزاح کے ذریعے زندگی کی رونق بحال کرنے کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

"ہنسنا، ہنسانا جس کا ادبی نام طنز و مزاح یا شوخی و ظرافت ہے، آدمی کا جبلی عمل ہے۔ جس طرح آدمی خوب صُورت چیزوں کو دیکھ کر واہ واہ سبحان اللہ کہنے پر مجبور ہے۔ اسی طرح وہ اپنے دوست کو دور سے دیکھ کر خوشی سے دانت نکالنے اور زندگی کے مضحک پہلوؤں پر ہنسنے پر مجبور ہے۔ اس کی یہ مجبوری کہیں بے ادبی و گستاخی گردانی جاتی ہے کہیں لطف انگیز نشاط آور۔ باشعور و باذوق افراد کی کوشش یہ ہوتی ہے اور یہی ہونی چاہیے کہ طنز و ظرافت سے دو دھاری تلوار یا خواہ مخواہ کسی کی دل آزادی کا کام نہ لیا جائے، بلکہ اسے ایسے ہلکے پھلکے نشتر کی لطیف چبھن تک محدود رکھا جائے۔ جو مریض کی صحت کا ضامن بھی ہو اور لُطف اندوزی کا کامیاب وسیلہ بھی۔" (۱)

ادب میں ہنسی مذاق کو ناگزیر سمجھا جاتا ہے جس طرح زندگی ہنسی خوشی، مسکراہٹ کے بغیر ادھوری لگتی ہے اُسی طرح ادب میں بھی اگر طنز و ظرافت کا وجود نہ ہو تو ادب کی رعنائی اور دلکشی میں کمی محسوس ہو گی۔ طنز اور مزاح دونوں کا ادب میں اپنا اپنا وجود ہے اور دونوں ہی ادب میں لازم و ملزوم ہیں۔

طنزیہ و مزاحیہ ادب ظرافت کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے۔ جب ادب میں ظرافت کی چاشنی شامل کی جاتی ہے تو اس کا مقصد قاری کو فرحت اور مسرت بہم پہنچانا ہوتا ہے لیکن جہاں ادیب اپنی تحریر میں ہنسی مذاق کے عناصر کو شامل کرتا ہے وہاں ظرافت کے ساتھ ہمیں طنز بھی دکھائی دیتی ہے۔ اس لیے ادب میں طنز و ظرافت صرف دل لگی اور تفنن طبع کے لیے تخلیق نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا مقصد معاشرے کے منفی رویوں کی اصلاح ہے۔

ادب بنیادی طور پر زندگی کی عکاسی کرتا ہے اور انسانی زندگی میں جہاں مصائب اور آلام ہیں وہاں کچھ لمحات ہنسی اور مسکراہٹ کے بھی نصیب ہوتے ہیں۔ تمام اصنافِ نظم و نثر میں طنز و مزاح کے رنگ بکھرے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر ظرافت کی یہ چاشنی ادب سے نکال دی جائے تو ادب سے دلچسپی کا عنصر یکسر ختم ہو جائے۔ کلیم الدین احمد اپنے مضمون "اُردو ادب میں طنز و ظرافت" میں لکھتے ہیں:

"ادب میں انسان کے تمام دماغی اوصاف، اس کے سارے حواس کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔ ہنسی بھی ایک انسانی خصوصیت اور زندگی کی ناتمامی کا نتیجہ ہے اس لیے ادب میں اس کا بھی وجود ناگزیر ہے۔ ادب زندگی، زندگی کے ہر شعبے، زندگی کے نشیب و فراز، زندگی کے جملہ محاسن و معائب کی ترجمانی کرتا ہے۔ ہنسی بھی انسانی زندگی کا ایک اہم عنصر ہے، اس لیے ادب ہنسی کا بھی ترجمان ہے۔ زندگی کے تمسخر انگیز پہلو کی عکاسی ادب میں اسی قدر ضروری ہے جس قدر زندگی کے وقت انگیز پہلو کی۔ زندگی میں روشنی بھی ہے اور تاریکی بھی، خوشی بھی ہے اور غم بھی، ہم روتے بھی ہیں اور پھر ہنستے بھی ہیں۔ ادب اس روشنی اور تاریکی، اس خوشی اور غم، اس ہنسی اور آنسو کا آئینہ ہے۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ ادب کا وہ حصّہ جو ہنسی کا ترجمان ہے زیادہ اہم نہیں، یہ محض تفریح طبع کا ذریعہ ہے اور بس۔ کہا جاتا ہے کہ انسان ہمیشہ سنجیدہ متعین زندگی بسر نہیں کر سکتا ہے۔ وہ ہر وقت اہم، پیچیدہ اور گہرے امور میں دلچسپی نہیں لے سکتا، اس لیے اسے ضرورت محسوس ہوتی ہے تفریحِ طبع کی، دل بہلانے کی، دماغ میں شگفتگی پیدا کرنے کی۔ جس طرح ہم روزانہ کام کی تھکن، یک رنگی، دشواری سے وقتی نجات حاصل کرنے کے لیے سینما چلے جاتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح ہم سنجیدہ، مشکل تحریروں کے مطالعے سے تنگ آجاتے ہیں تو ان ہلکی، لطیف تحریروں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جن سے سنجیدہ تحریروں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔" (۲)

ادیب چونکہ معاشرے کا حساس ترین فرد ہوتا ہے اِس لیے وہ اپنے اردگرد ہونے والی بے اعتدالیوں اور ناہمواریوں کو مختلف انداز میں محسوس کرتا ہے۔ وہ عام آدمی کی طرح حالات کو دیکھ کر جھنجھلاہٹ کا شکار نہیں ہوتا بلکہ اُن خرابیوں کو سب کے سامنے لا کر بے نقاب کرتا ہے۔ اس کے لیے کبھی وہ اپنے جملے ہنسی مذاق کے پیرائے میں بیان کرتا ہے اور کبھی طنز کے تیر برساتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طنز و مزاح کا یہ انداز کہیں اصلاحِ معاشرے کے خیال سے بھی

اختیار کیا جاتا ہے اور کہیں زندگی کی تلخیوں اور اذیتوں کی شدت میں کمی کا احساس پیدا کرنے کے لیے شعوری طور پر اس رویے کو اپنایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اشفاق احمد ورک اپنے مقالے ''اُردو نثر میں طنز و مزاح'' کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''زندگی چونکہ کسی ایک رنگ، رویے، زاویے اور رواج کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس کا دائرہ کار لا محدود ہے۔ اسی طرح زندگی کی عکاسی کرنے والے ادب میں بھی بے شمار رنگ اور رویے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ ان میں ایک رنگ یا رویہ طنز و مزاح کا بھی ہے جو اتنا ہی قدیم ہے جتنا بذاتِ خود ادب یا زندگی۔ اس لیے کسی بھی زبان میں طنز و مزاح کا ابتدائی سرا تلاش کرنے کے لیے کسی خاص تردد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ طنز و مزاح چونکہ ادب کی کوئی قسم یا صنف نہیں بلکہ ایک رجحان، تاثر یا حربے کا نام ہے۔ جسے تقریباً ہر زبان کے ہر لکھنے والے نے اس زبان کی ہر صنف میں حسبِ ضرورت اور حسبِ استطاعت برتا ہے۔ ان میں مزاح کے دائرے اور اپروچ کو تو کسی حد تک محدود سمجھا جا سکتا ہے، لیکن طنز کا دائرہ کار حدود اور اثرات بے حد وسیع ہیں اور اسے ادب کی تقریباً ہر صنف میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ ادیب اور فنکار چونکہ اپنے ارد گرد کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ اسی عکاسی کے نتیجے میں ہماری روزمرہ زندگی کی ناہمواریوں اور بوالعجبیوں پر کسی فنکار کی نظر جب ہمدردانہ اور شریرانہ انداز میں پڑتی ہے تو اس کے قلم اور مو قلم سے مزاح کی پھوہار پھوٹتی چلی جاتی ہے اور اگر کسی ناہمواری کو دیکھ کر اس کے ماتھے کی شکنوں میں اضافہ ہو جاتا ہے تو یقیناً اس کے نوکِ قلم سے جنم لینے والے جملوں اور فن پاروں میں تندی اور تلخی کو طنز کا نام دیا جا سکتا ہے۔ پھر اس تلخی اور تندی کا دائرہ اگر مصنف کی ذاتی دلچسپیوں اور مفادات یا کسی محدود مقصد کے لیے ہوگا تو یہ طنز کی ادنیٰ اور معمولی قسم ہے لیکن اگر اس کے مقاصد اور اہداف آفاقی اور لا محدود ہیں تو اسے طنز کی اعلیٰ اقسام میں شمار کیا جائے گا۔'' (۳)

طنز اور مزاح کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ طنز اور مزاح ایک ہی وقت میں دو مختلف چیزیں بھی ہیں اور ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم بھی ہیں۔ ایک عام انسان معاشرے میں ہونے والے ظُلم و ستم کے خلاف جلتا اور تڑپتا رہتا ہے اور بالآخر اُن حالات سے سمجھوتا کر لیتا ہے لیکن ایک فنکار کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ وہ اُن بے اعتدالیوں کو سب کے سامنے لاتا ہے جن سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنی سوچ کا اظہار انوکھے انداز میں کرتا ہے۔ وہ اُن منفی رویوں کو جن کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ اور فساد پھیلتا ہے سب کے سامنے لاتا ہے اور معاشرے میں موجود اُن تضادات کا بہتر انداز میں احساس دِلاتا ہے۔ اپنا موقف بیان کرنے کے لیے کبھی وہ ہنسی مذاق کے پیرائے میں ترجمانی کرتا ہے اور کبھی طنز کے تیر جلاتا ہے۔ ہنسی مذاق، مسکراہٹ ایک رویے کا نام ہے اور اس کا مقصد انسان کو فرحت کا احساس دلانا ہے۔ ادب میں جس بھی صنف میں طنز و ظرافت کو آلہ کار بنایا گیا اُس کا مقصد و محور یہی عناصر دکھائی دیتے ہیں۔

کسی ادب میں مزاح لکھنے والے فنکار کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش اپنی تصنیف ''داستانیں اور مزاح'' میں کلیم الدین کی رائے تحریر کرتی ہیں:

> ''مزاح نگار اپنی دور رس نگاہوں سے زندگی کی اُن ناہمواریوں کا ادراک کر لیتا ہے جو عام نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہیں اور نہ صرف اُن کا ادراک کرتا ہے بلکہ اُن سے لطف بھی اُٹھاتا ہے اور ہمدردانہ رویے سے اُس کا فن کارانہ اظہار بھی کرتا ہے۔ مزاح نگار جس چیز پر ہنستا ہے اُسے ایک ذہنی کھیل سمجھتا ہے اور اُس کا مضحکہ اُڑاتے ہوئے خود بھی اس کھیل میں برابر کا شریک ہو جاتا ہے لیکن ان خامیوں اور بے ڈھنگے پن کو دور کرنے کا خواہش مند نہیں ہوتا بلکہ اپنے تخیل کی مدد سے اس میں حُسن صداقت پیدا کرتا ہے۔ کلیم الدین احمد کی رائے میں مزاح نگار صناع ہے اصلاح کا حامی نہیں۔ یہ کارنامے ہماری تفریح کا باعث ہوتے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہیں لیکن تفریح اصل مدعا نہیں اس کا مقصد ایک حسین مکمل اور موزوں کارنامے کی تخلیق ہے جو تفریح ہمیں حاصل ہوتی ہے وہ ایک حد تک اتفاقی ہے۔" (۴)

اس بات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مزاح نگار کا مقصد خود کو اور دوسروں کو کچھ دیر کے لیے غم کی دُنیا سے دُور لے جاتا ہے۔ انسان نے غموں کی دُنیا سے نکلنے اور اپنا دل بہلانے کے لیے جہاں مختلف حربے اِستعمال کیے اُن میں سے ایک حربہ مزاحیہ ادب بھی ہے۔ ادبی حوالے سے دیکھا جائے تو جہاں ادب میں دوسری اصناف کو اہمیت حاصل ہے اسی طرح مزاح بھی ایک پسندیدہ صنف ادب بن چکی ہے۔ کسی قوم کی ذہنی پختگی کا اندازہ اُن کے احساسِ مزاح سے لگایا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا مزاحیہ ادب کی اہمیت کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کسی زبان کے سنجیدہ ادبی سرمایہ میں نہ صرف وہ خالص تخلیقی مواد ملتا ہے جسے ادیب کا جذباتی اور احساسی انہماک جنم دیتا ہے بلکہ اس کا معتد بہ حصّہ اُس تنقیدی مواد پر بھی مشتمل ہوتا ہے جو ادیب کی قوتِ مشاہدہ اور ذہنی ادراک کا رہن منت ہے۔ موخر الذکر ادبی سرمائے میں طنزیہ و مزاحیہ ادب بھی شامل ہے اور یہ اس لیے کہ طنز و مزاح کے عناصر دراصل فرد اور زندگی پر تنقیدی نظر کا حکم رکھتے ہیں اور انہی کا سہارا لے کر ادیب ماحول کی بے اعتدالیوں اور فرد کی ناہمواریوں پر نظرِ احتساب ڈالتا ہے۔ اس میں فرق صرف یہ ہے کہ تنقیدی ادب اپنے سنجیدہ عناصر کے باعث ایک ردِ عمل کو بھی تحریک دے سکتا ہے لیکن طنزیہ و مزاحیہ ادب، ملائمت اور تشتریت کے ایک خوشگوار امتزاج کے باعث قابل برداشت ہوتا ہے اور کسی ناگوار ردِ عمل کو تحریک نہیں دیتا۔" (۵)

ادب میں طنز و مزاح کی اہمیت مسلم ہے کیونکہ طنز نگار یا مزاح نگار کا مقصد محض ہنسنا یا ہنسانا نہیں ہوتا بلکہ معاشرے کی بُرائیوں، کمزوریوں اور حماقتوں کو مضحکہ خیز بنا کر سب کے سامنے لانا ہوتا ہے لیکن اِس مقصد کو پُورا کرنے کے لیے مزاح نگار کو بہت سی اہم باتوں کو ذہن میں رکھنا پڑتا ہے۔ سب سے اہم تو یہ ہے کہ طنزیہ و مزاحیہ ادب تخلیق کرتے ہوئے اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ اُس میں ادبیت کی شان پائی جاتی ہو اور دوسرا یہ کہ تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہ چُھوٹے۔ طنز نگار کے جُملے مزاح کی چاشنی میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں تا کہ طنز کی تلخی قابل برداشت ہو۔ طنز نگار کا مقصد افراط و تفریط کے عالم میں توازن تلاش کرنا ہوتا ہے اور یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو اشیاء اور حالات کی اصل حالت سے آگاہ ہو۔ ہمارے ہاں ایک خیال یہ بھی ہے کہ طنز یا تنقید ایک ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے حالانکہ تنقید کا مقصد کسی فن پارے یا ادب پارے کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا ہے اور ادب میں اس کی حیثیت کا تعین ہے جبکہ طنز کا مقصد اصلاح ہے۔ طنز کی ادب میں اہمیت کی وجہ اس کی مقصدیت ہی ہے جس کی وجہ سے طنز کی تلخی گوارا کر لی جاتی ہے۔ طنز عام ادبی تنقید سے بُلند ہے اور ادب میں اس کے مقاصد بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اس اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے ڈاکٹر شوکت سبزواری طنز اور تنقید کے درمیان فرق کو بڑی عمدگی سے واضح کرتے ہیں:

"طنز کی ادب میں اہمیت اس کی مقصدیت کی وجہ سے ہے اور یہی مقصدیت ہے جس کی وجہ سے طنز کی تلخی گوارا کر لی جاتی ہے۔ بقول غالب لب کی شیرینی کا کرشمہ ہے کہ اس کی گالیاں کھا کے بھی ہم بے مزہ نہیں ہوتے۔ لب پہ شیرینی طنز کا مقصد ہے۔ اس لحاظ سے طنز عام ادبی تنقید سے بُلند ہے۔ تنقید کا مقصد ہے کسی ادب پارے کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا اور ادب میں اس کی حیثیت کا تعین، طنز کا مقصد ہے اصلاح۔ تنقید استحسان ہے اور طنز تحسین۔ طنز کی کئی شکلیں ہیں جن میں وہ رونما ہوتا ہے۔ طنز میں تلخی اور شدت ہے اس لیے ادب میں اس کے لیے خاص خاص اسالیب بیان کیے گئے ہیں۔ طنز کی کڑوی کسیلی گولیاں ان اسالیب کے لطف و چاشنی کی مدد سے حلق سے اُتار دی جاتی ہیں۔" (۶)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مزاح نگاروں نے طنز کی تلخی اور تیکھا پن کم کرنے کے لیے اُسے مزاح کے رنگ میں ڈھال کر پیش کیا۔مزاح کی بدولت قاری پر ایک شگفتگی طاری ہوتی ہے اوراس شگفتگی کے ساتھ طنز نگار کا نشتر اپنا کام کر جاتا ہے۔

مزاحیہ ادب تخلیق کرنے والے سنجیدہ اور پُر مذاق دونوں قسم کے ادیب ہوتے ہیں وہ موضوعات اپنے ماحول ہی سے لیتے ہیں۔ وہ صرف اپنے ارد گرد کے ماحول کو ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو بھی بارہا مزاح کا نشانہ بناتے ہیں۔ ہر انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی پہلو ایسا ہوتا ہے جو تمسخر کی زد میں آسکے۔

مزاحیہ ادب تخلیق کرنے کا مقصد محض خوش طبعی نہیں بلکہ مزاح نگار معاشرتی بُرائیوں کی نشاندہی کر کے اپنی قوم کی اصلاح کرنا چاہتا ہے وہ اُن برائیوں، بے اعتدالیوں اور ناانصافیوں کو طنز کا نشانہ بنا کر قاری کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔ڈاکٹر محمد حسن ادب میں طنز و مزاح کی ضرورت واہمیت کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

> ''مزاحیہ ادب صرف تبسم ہی نہیں غور و فکر کی بھی دعوت دیتا ہے خصوصاً مسلمات یا مفروضہ مسلمات پر نظر ثانی کی دعوت دیتا ہے۔اس لیے اچھے مزاح نگار کا رُخ محض اعصاب کی طرف نہیں ہوتا بلکہ پوری شخصیت کی طرف ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اچھا مزاحیہ ادب، ادب پہلے ہوتا ہے مزاحیہ بعد میں اور اس لیے اچھے ادب کی سی سخت کوشی اور شائستگی چاہتا ہے۔اس کا اندازِ بیان ادبی اور پیرایۂ اظہار جمال آفریں ہونا لازمی ہے۔'' (۷)

طنز و مزاح کو ادب میں حُربے کے طور پر استعمال کرنے والے تمام ادباء کے پیشِ نظر یہ پہلو ہوتا ہے کہ زندگی کی بے رحم حقیقتوں اور دُکھ درد کو قابل قبول بنا کر پیش کیا جائے۔ظرافت کی بنیاد پر جو ادب تخلیق کیا جاتا ہے اُسے طنزیہ ومزاحیہ ادب سمجھا جاتا ہے اوران عناصر کی بدولت، معاشرتی بُرائیوں اور کرب ناک زندگی کی تلخی میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔اِس حوالے سے پروفیسر آفاق حسین صدیقی اپنے مضمون ''اُردو طنز و مزاح: فن اور روایت'' میں یُوں رقمطراز ہیں:

> ''طنز و مزاح اگرچہ شعر و ادب کی مختلف اصناف میں بھی جزوی طور پر جا بجا ملتا ہے لیکن شعر و سخن کے مختلف عام محرکات اور خاص اسالیب کے بہ نسبت طنز و مزاح قدرے مختلف اور امتیازی قسم کے محرکات اور جداگانہ نوعیت کے اندازِ سخن کا حامل ہوتا ہے۔ جو اسے ایک علاحدہ حیثیت اور پہچان عطا کرتے ہیں۔ دوسرے ادبی اظہارات کے مقابلہ میں ذکاوتِ حس، احساسِ تناسب اور زندہ دلی جو ظرافت کے لازمی عناصر ہیں طنز و مزاح میں بنیادی رول انجام دیتے ہیں۔ظرافت ایک ایسی صفت یا جبلت ہے جو زندگی کی تلخیوں، حالات کی بے اعتدالیوں، تہذیبی بُرائیوں، معاشرتی خرابیوں، ذہنی کمزوریوں اور افراد کے کردار و سیرت کی کمزوریوں یا دوسری خامیوں و نقائص کو قابلِ قبول بنا دیتی ہے اور اس کے وسیلے سے بُرائیوں کی تزابیت، تلخیوں کی تپش، بدنما حقیقتوں کی خوفناکی اور دُکھوں کی شدت میں کمی واقع ہو جاتی ہے یعنی بیان کا بھرم بھی برقرار رہتا ہے، سماعت کے زخمی ہونے کا خطرہ بھی نہیں رہتا اور احساس پر پڑنے والے کوڑوں کی ضربیں قابلِ برداشت ہو جاتی ہیں۔'' (۸)

ہر دور کے اعلیٰ اور معیاری ادب میں طنز و مزاح کے نمونے ملتے ہیں۔ادب کی تاریخ اُٹھا کر دیکھیں اور طنز و مزاح کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مزاح نگاروں نے ایسا سرمایۂ ادب ہمیں دیا ہے جسے پڑھ کر زندگی گزارنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ ہماری قوم پر بہت سی آفات آئیں ہم نے بہت کچھ کھو دیا لیکن ہنسنے کا سلیقہ ابھی بھی باقی ہے ظریفانہ ادب خندہ پیشانی سے زندگی بسر کرنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔اس لیے عین ممکن ہے کہ ادب میں طنز و مزاح کے عناصر یہ احساس پیدا کر دیں کہ ہم دوسروں کے مقابلے میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔اگر یہ احساس پیدا ہو گیا تو بہت جلد ہماری قوم ترقی کی ایسی شاہراہ پر گامزن ہو جائے گی جہاں ماضی میں ہوا ہر خسارہ پورا ہو جائے گا۔ادب میں طنز و مزاح کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے ڈاکٹر شمع افروز زیدی رقمطراز ہیں:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

''ہنسی، طنز اور مزاح تینوں کا مقصد ایک ہے اور وہ یہ کہ زندگی کی ناہمواریوں کا احساس دلا کر قوم کو اپنی خامیوں کی اصلاح کر کے آگے قدم بڑھانے کی ترغیب دی جائے۔ مگر اس ہمدردانہ شعور میں فنکاری کا دخل ضروری ہے جو بھی بات کہی جائے وہ شائستگی کی حامل ہو۔ مقصود اس سے دل کے زخموں کو کریدنا نہ ہو بلکہ اس پر مرہم رکھنا ہو تاکہ قوم کے ذہن و دل فرحت و انبساط سے معمور ہو کر نئے عزم و حوصلے کے ساتھ زندگی کی دشواریوں پر قابو پا سکیں۔'' (۹)

مزاح نگار کوئی واعظ یا مصلح نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود مزاح نگار اپنی تحریر کے ذریعے سماجی بُرائیوں پر قابو پانا چاہتا ہے۔ اس حوالے سے نامی انصاری اپنے مضمون ''اُردو نثر میں طنز و مزاح: آزادی کے بعد'' میں رقمطراز ہیں:

''ادباء اور شعراء کا کام معاشرے کی اصلاح کرنا نہیں ہے لیکن وہ اپنی پُر خیال تحریروں سے انسان کے ذہنی رویوں پر کسی نہ کسی حد تک اثر انداز تو ہوتے ہی ہیں اور بالواسطہ ہی سہی۔ وہ اس کو بدلنے میں حسبِ توفیق، ایک اہم رول ادا کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔'' (۱۰)

مزاح نگار اور عام انسان میں فرق یہ ہے کہ عام انسان اُن بدعنوانیوں اور ناانصافیوں پر جلتا اور کُڑھتا رہتا ہے یا اُن کو سماجی زندگی کا عنصر سمجھ کر قبول کر لیتا ہے جبکہ مزاح نگار اُن موضوعات پر قلم اُٹھا کر اپنے دل کا بوجھ بھی ہلکا کرتا ہے اور معاشرے میں پھیلتے ہوئے اس ناسور کا سدِ باب بھی کرتا ہے کیونکہ طنز و مزاح کے ذریعے ادب میں جو تصویر بنتی ہے وہ متاثر کیے بغیر نہیں رہتی۔

طنز و مزاح کو معیاری اور بااثر بنانے میں کوئی نہ کوئی مقصد کارفرما ہوتا ہے۔ ادب میں طنز و مزاح کے رویے کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مسز آفتاب مسرور عالم رقمطراز ہیں:

''طنز نگار کی قوت مشاہدہ فکری گہرائی اور زندگی کے حقائق کا گہرا ادراک ہی اس کے فن کو وہ قوت عطا کرتا ہے جو طنز و مزاح کے فنی محاسن بن کر زندگی کو نئے زاویہ سے دیکھنے اور اسے جھیلنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ مزاح اور طنز کے فنی لوازم کا ایک حصّہ یہ بھی ہے کہ بات اشاروں ہی اشاروں میں کی جائے۔ مگر وہ اشارہ اتنا بلیغ ہو کر ہنسنے والے کو حیرت میں ڈال دے اور جب وہ حیرت سے باہر آئے تو اس خامی سے آگاہ ہو چکا ہو۔ جس خامی کی طرف مزاح نگار نے اشارہ کیا ہو۔ مگر یہ آگاہی تکلیف کی بجائے اپنے اندر مسکراہٹوں کے خزانے لیے ہوئے ہو۔'' (۱۱)

کسی بھی زبان کے ادب میں طنز و مزاح جتنا اعلیٰ پائے کا ہوگا وہ زبان اتنی ہی ترقی کی منازل تیزی سے طے کرتی جائے گی کیونکہ ہر ادیب اپنے فن پاروں میں زندگی کی نمائندگی کرتا ہے اور زندگی صرف دکھ درد سے ہی عبارت نہیں بلکہ ہنسی مذاق اور زندہ دلی ہی زندگی کی اصل بنیاد ہے۔ اس لیے کسی قوم کی شناخت اس کے طنزیہ و مزاحیہ ادب سے ہوتی ہے اس حوالے سے خاور جمیل کی مرتبہ تصنیف ''ادب کلچر اور مسائل'' سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

''ہر قوم کا اپنا کردار، اپنی شخصیت اور اپنا مزاج ہوتا ہے اس کی شخصیت و مزاج کے خدوخال اُس کے فلسفہ سے زیادہ اس قوم کے ''مزاح''، ''مذاق'' اور لطیفوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر کسی قوم کے صِرف لطیفوں کا ہی مطالعہ کیا جائے تو ان سے اس قوم کے ذہن کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے اور ہم آسانی سے بتا سکتے ہیں کہ وہ قوم یہاں تک کن کن راستوں سے ہو کر آئی ہے اور اب وہ کس طرف جا رہی ہے لطیفے دراصل کسی قوم کے مزاج کی تاریخ کے نشان ہیں جن پر چل کر وہ یہاں تک پہنچتی ہے۔'' (۱۲)

اس رائے سے ثابت ہوا کہ طنز و مزاح کے حوالے سے جتنا ادب تخلیق کیا جاتا ہے وہ قوم کی ذہنیت اور اُس کے مزاج کی عکاسی کرتا ہے۔ ہنسی، مزاح کے ذریعے کہی جانے والی سخت سے سخت بات بھی قابلِ برداشت محسوس ہوتی ہے۔ بات ظریفانہ انداز میں کرنے سے بات کا معنی اور تاثیر بدل جاتا ہے۔

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

معاشرے میں ہونے والی ناانصافی اور بے اعتدالی پر دو رویئے سامنے آتے ہیں ایک رویہ احتجاج کا ہوتا ہے جس میں ادیب طنز کے تیر چلا کر اُس صورتِ حال کے خلاف علم بغاوت بلند کرتا ہے اور ایک رویہؑ یہ سامنے آتا ہے کہ دھیمے انداز میں، ظریفانہ رنگ کے ساتھ اُس ظلم کو نشانہ تمسخر بنایا جائے۔ یہ انداز زیادہ پسندیدہ اور دیرپا اثرات کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو کی ظریفانہ شاعری، کراچی: فیروز سنز، ۱۹۸۸ء، ص ۱۴
۲۔ کلیم الدین احمد، ''اُردو ادب میں طنز و ظرافت''، مشمولہ نقوش (طنز و مزاح نمبر)، ۱۹۵۹ء، ص ۴۹۔۵۰
۳۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اُردو نثر میں طنز و مزاح، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اُردو، لاہور: پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، ۲۰۰1ء، ص ۶
۴۔ کلیم الدین احمد، داستانیں اور مزاح از ایم سلطانہ بخش، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۳ء، ص ۵۵
۵۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳
۶۔ شوکت سبزواری، ''اُردو شاعری میں طنز''، مشمولہ علی گڑھ میگزین (طنز و ظرافت نمبر)، مرتبہ: ظہیر احمد صدیقی، ص ۳۳۔۳۴
۷۔ محمد حسن، ڈاکٹر، ''کچھ طنز و مزاح کے بارے میں''، مشمولہ شب خون، مدیر: شمس الرحمٰن فاروقی، الٰہ آباد، جولائی ۱۹۶۶ء، ص ۱۵
۸۔ آفاق حسین صدیقی، پروفیسر، ''اُردو طنز و مزاح: فن اور روایت''، مشمولہ اُردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت، مرتب: ڈاکٹر خالد محمود، دہلی: اُردو اکیڈمی، ۲۰۰۵ء، ص ۳۰۔۳۱
۹۔ شمع افروز زیدی، ڈاکٹر، اُردو ناول میں طنز و مزاح، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۸۸ء، ص ۶۴
۱۰۔ نامی انصاری، ''اُردو نثر میں طنز و مزاح: آزادی کے بعد''، مشمولہ اُردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت، مرتب: ڈاکٹر خالد محمود، دہلی: اُردو اکیڈمی، ۲۰۰۵ء، ص ۱۱۵
۱۱۔ مسز آفتاب مسرور عالم، اُردو نثری ادب میں طنز و مزاح کی روایت اور فن، اسلام آباد: ہائر ایجوکیشن کمیشن، ۲۰۰۶ء، ص ۱۵
۱۲۔ خاور جمیل، ادب، کلچر اور مسائل، کراچی: رائل بُک کمپنی، ۱۹۸۶ء، ص ۳۱۹۔۳۲۰

مآخذ:

۱۔ اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اُردو نثر میں طنز و مزاح، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی اُردو، لاہور: پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، ۲۰۰۱ء
۲۔ خاور جمیل، ادب، کلچر اور مسائل، کراچی: رائل بُک کمپنی، ۱۹۸۶ء
۳۔ خالد محمود، ڈاکٹر (مرتب)، اُردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت، دہلی: اُردو اکیڈمی، ۲۰۰۵ء
۴۔ شمع افروز زیدی، ڈاکٹر، اُردو ناول میں طنز و مزاح، لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۸۸ء
۵۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اُردو کی ظریفانہ شاعری، کراچی: فیروز سنز، ۱۹۸۸ء
۶۔ کلیم الدین احمد، داستانیں اور مزاح از ایم سلطانہ بخش، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۳ء
۷۔ مسز آفتاب مسرور عالم، اُردو نثری ادب میں طنز و مزاح کی روایت اور فن، اسلام آباد: ہائر ایجوکیشن کمیشن، ۲۰۰۶ء
۸۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو ادب میں طنز و مزاح، لاہور: مکتبہ عالیہ، ۱۹۹۲ء

رسائل:

1۔ شب خون، مدیر: شمس الرحمٰن فاروقی، الٰہ آباد، جولائی ۱۹۶۶ء
2۔ علی گڑھ میگزین (طنز و ظرافت نمبر)، مرتبہ: ظہیر احمد صدیقی
3۔ نقوش (طنز و مزاح نمبر)، ۱۹۵۹ء